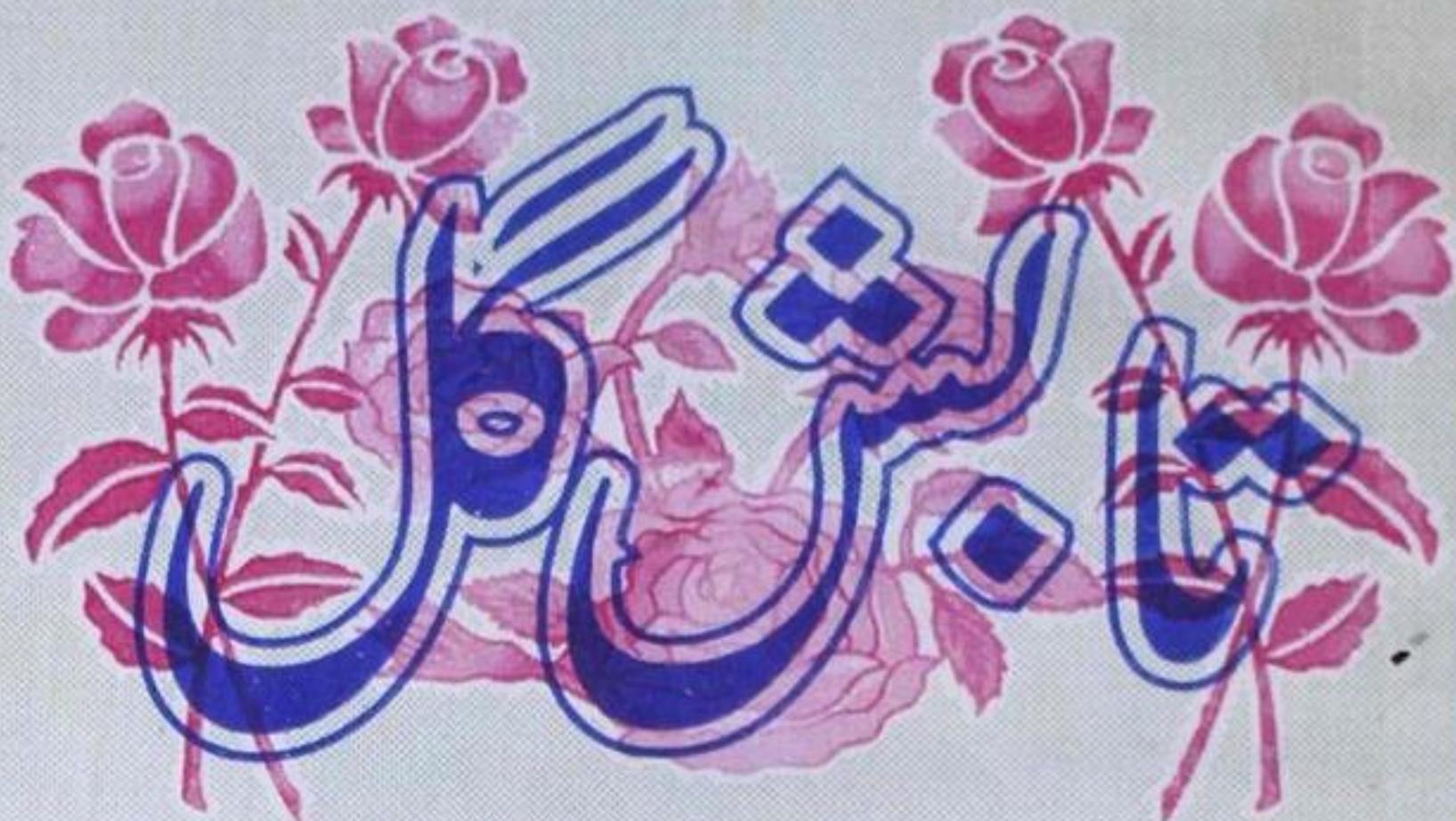


کلامِ حبوب



شرف سلطان یوری

ملنے کا پتہ

فیشن بوٹ ہاوس جی، این روڈ سلطان پور

مجموں کلام

کلپنی

شرف سلطان پوری

ملنے کا پتہ

فیشن بوٹ ہاؤس جی، این روڈ سلطان پور

JOURNAL LIBRARY NO. 1019  
COLLEGE LIBRARY

# جملہ حقوق نجت مصنف محفوظ ہیں

كتاب کا نام.....	تابش گل (شعری مجموعہ)
مصنف.....	شرف سلطان پوری
سن اشاعت.....	۲۰۰۳ء
طبعات.....	تاج آفست پر لیں جلال پورا مبید کرنگر
ناشر.....	فیشن بوٹ ہاؤس جی، این روڈ سلطان پور
قیمت.....	۱۵ روپے



قاتل ہے کون یہ تو لہو خود بتا ریگا  
رکھتا نہیں زبان مگر بو لتا بھی ہے

شرف سلطانپوری

# قطعہ

آسمانی فکر پر چمکے ہے جیسے آفتاب  
 گوہرا شعاع میں ہے اس طرح کی آب و تاب  
 ہے شرف صاحب کا یوں نکھرا ہوا رنگ کلام  
 ہے یقین مقبول خاص و عام ہو گی یہ کتاب

منور سلطان پوری

# تعارف

از : ڈاکٹر عبد المنان۔ منان سلطان پوری

سلطان پور کی ادنیٰ فضائیں جو قلم کارا پنے فکر و فن کا جادوجگا  
ر ہے ہیں ان میں ایک نام بڑے ہی ادب و احترام سے بزرگ شاعر  
حضرت شرف سلطان پوری کا لیا جاتا ہے۔ یوں تو سلطان پور کی سر  
زمین پر بہت شاعر تھے اور آج بھی ہیں۔ عالیجناب محور صاحب و  
جناب فکری سلطان پوری یا عالمی شریعت یافتہ جناب مجروح سلطان پوری  
کے بعد اگر کسی کو یہ شرف حاصل ہے تو حضرت اجمیل سلطان پوری  
قبلہ جو محتاج تعارف نہیں ان کے شاگردوں میں حضرت شرف  
سلطان پوری کو یہ شرف حاصل ہے کوئی مبالغہ نہ ہو گا کہ شرف  
صاحب کا مجموعہ کلام تابش گل دیکھا کلام کی گمراہی اور فن شاعری کی  
پختگی اور کلام میں درد و محبت کا مجسمہ ہے اردو زبان و ادب کی حق و ناحق  
کا تصadem ان کے کلام کا طرہ امتیاز ہے۔ ان کی شاعری بنتے ہوئے  
جدبات کا آئینہ ہی نہیں بلکہ ٹھہری ہوئی فکر کی ترجمان ہے حضرت  
شرف سلطان پوری کے کلام میں بہت سے شعراء کرام کے خیال  
پائے جاتے ہیں مثال کے طور پر جناب شاد عظیم آبادی فرماتے ہیں شعر

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی  
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں یینا اسی کا ہے

جناب شرف صاحب اس شعر سے متاثر ہوتے ہیں اور  
فرماتے ہیں شعر

ارے کچھ کام ہمت سے بھی لے اے تشنہ کام اپنا  
نہ رہ محتاج ساقی خود اٹھا لے بڑھ کے جام اپنا

یہیں تک محدود نہیں ہے حضرت جگر صاحب مردا آبادی  
فرماتے ہیں۔ شعر

گھٹے اگر تو اک مشت خاک ہے انساں  
برڑھے تو وسعت کو نین میں سماںہ سکے

جناب شرف صاحب کہتے ہیں۔ شعر

کبھی رہنگیا ہوں پیچھے تو یہی زمیں تھی سب کچھ  
کبھی پڑھنگیا ہوں آگے مہہ و نجم و کمکشاں سے

ہندوستان کے مشہور شاعر جناب مجروح سلطان پوری کہتے  
ہیں۔ شعر

ہمیں شعور جنوں ہے کہ جس چمن میں رہے  
نگاہ بنے حسینوں کی انجمان میں رہے

## جناب شرف صاحب کتنے ہیں

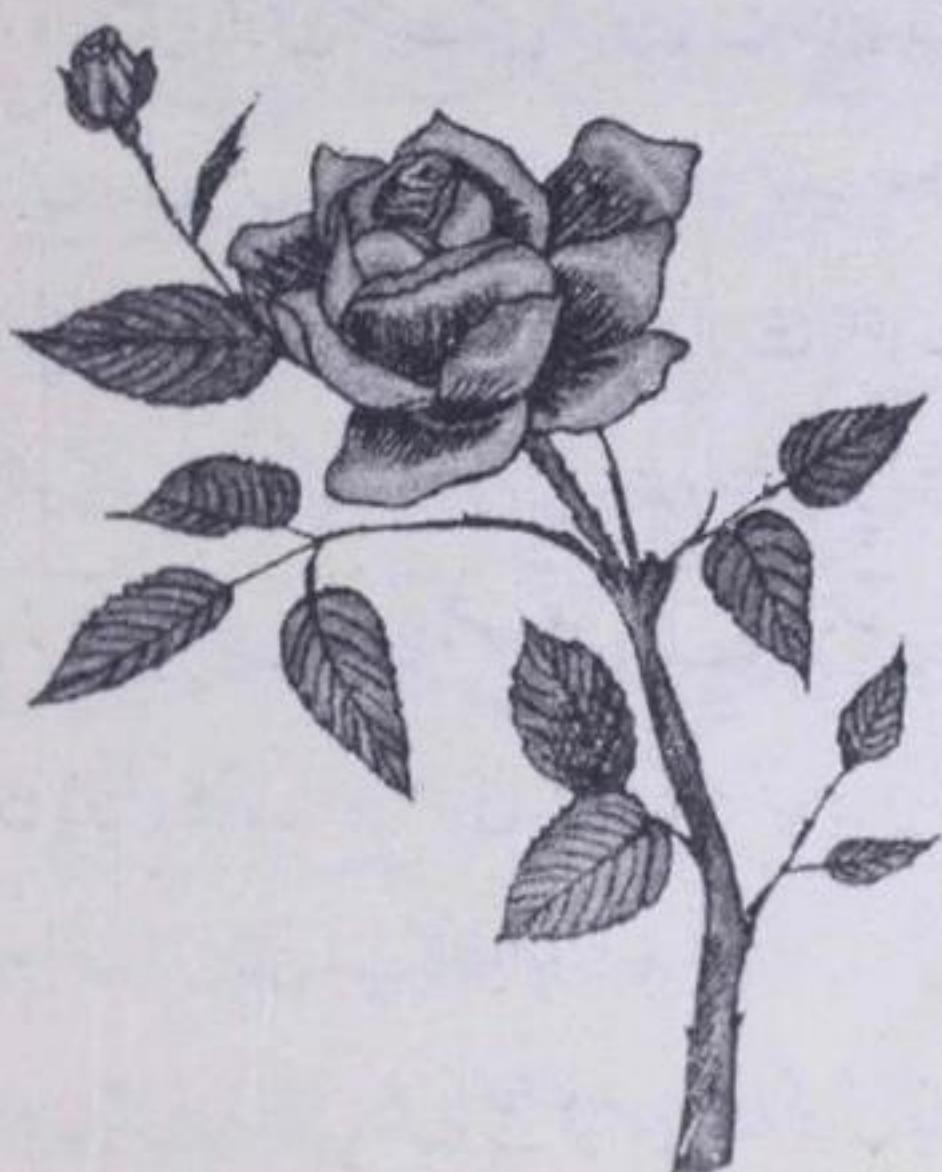
جنوں نواز چمن اجتناب من میں رہے  
 شعور چشم حینوں کی انجمن میں رہے  
 جنوں جنوں ہے بیاباں ہے اس کا اصل مقام  
 یہ حق شعور کو حاصل ہے جس چمن میں رہے

مختصر یہ ہے کہ شرف صاحب کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے  
 ان کا کلام قابل ذکر ہے اچھی فکر اچھا خیال جو بھی غزلیں و نظمیں  
 آجنا ب مشاعروں میں یاد نی نشست میں لوگوں نے سایہت خوب ہیں  
 آج کے سیتالیس سال قبل ۱۹۶۰ء میں جامعہ عربیہ سلطان پور کی  
 جانب سے انڈوپاک مشاعرہ ہوا تھا جس کی صدارت حضرت مولانا  
 مظفر حسین کچھو چھوی نے کیا تھا۔ اس میں ہندوستان و پاکستان کے  
 مشہور شعراء کرام تشریف لائے جس میں ایک نام اجمل سلطان پوری  
 و شرف سلطان پوری کا تھا۔ وہ شعری مجموعہ کلام کتابچہ کی شکل میں  
 گلدستہ شائع ہوا تھا۔ اس میں آپ کا کلام دیکھا۔

خبروں میں رسالوں میں اکثر کلام پڑھنے کو مل جاتا ہے۔

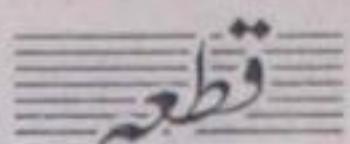
موصوف کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جیسے ॥ باران نور ॥

سیل نور اور تابش گل طباعت کیلئے پر لیس میں جا چکی ہے۔  
انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آئیں گی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## حمدباری تعالیٰ



فنا ہے سبکو بس اک ذات لازوال وہی  
تمام خلق کو دیتا ہے بے سوال وہی  
مصیبتوں میں پریشا نیوں میں ہر غم میں  
ہے لا شریک مگر ہے شریک حال وہی

استاد الشعرا طفیل احمد سلوانوی

## حمدپاک



تیرے ہی نام سے ہر ابتداء ہے  
تیرے ہی نام تک ہر انتہا ہے  
تری حمد و شنا الحمد لله  
کہ تو میرے محمد کا خدا ہے

استاد محترم حضرت اجمیل سلطانپوری

# نعت پاک مصطفیٰ

محبوب خدا کی خاک قدم آنکھوں سے لگائی جاتی ہے  
 اکثر شفا کی خاصیت ہر ذرے میں پائی جاتی ہے  
 جب جلوہ نما ہو حسن نبی کیوں جانانہ دے مخلوق بسمی  
 قربان پتنگے ہوتے ہیں جب شمع جلائی جاتی ہے  
 اے سرور عالم شاہ امیر رحمت کی نگاہیں ہو جائیں  
 اب ہجر میں دل کو چین نہیں جاں ہو نٹونپہ آئی جاتی ہے  
 اس عالم یاس و حرما میں جینے کی توقع کون کرے  
 جب درد بھی اب ہمدرد نہیں اک سانس ہی آئی جاتی ہے  
 ہے آج شب میلاد نبی ہے جلوہ نما ہر سمت خوشی  
 بالائے فلک ہے دھوم مجی جنت بھی سجائی جاتی ہے  
 جینے کی تمنا الحاصل جینے کیلئے ہم کیوں نہ مریں  
 سنتے ہیں لحد میں شکل نبی میت کو دکھائی جاتی ہے  
 اللہ رے مری تقدیر شرف ساقی کی ہے مجھ پہ چشم کرم  
 جنت کی شراب کیف آور دنیا میں پلائی جاتی ہے

**قطعہ** چشمک ہے نشیمن سے مرے برق و شر کی  
 اب اہل چمن خیر نہیں شاخ و شجر کی  
 ہم نے تو تڑا پکر شب ہجراں کی سحر کی  
 اے جان غزل تو نے کھارات بسر کی  
**شرف سلطانپوری**

**قطعہ** جنکے جلووں کے کیلئے بیتاب تھیں آنکھیں مری  
 دیکھتی ہیں یوں انھیں آئینہ تحریر میں  
 جیسے اک فکار کے فکر و تخیل کے نقوش  
 کھچ دیتا ہے مصور کا قلم تصویر میں

**شرف سلطانپوری**

رد نہیں رو نہیں بد ن کے رو تے ہیں  
 اور میں ہوں کہ مسکراتا ہوں  
 غنم میں ملتا ہے کچھ مزا ایسا  
 کہ مسرت کو بھول جاتا ہوں

**شرف سلطانپوری**

## قطعہ

جب تھے بقید ہوش جہاں میں سمجھا کئے دیوانے لوگ  
 ٹوٹ گئے جب رشتے ناتے آئے کفن پہنانے لوگ  
 ہجر کی شب دیدار کے طالب نیند گنوائے دیپ جلائے  
 کتنے ملیئے آس لگائے اوس کی چار دتائے لوگ

شرف سلطانپوری

## متفرق شعر

دست قاتل کو حنائی جا نکر چپ ہیں جبھی  
 خون دل کا اے شرف الزام میرے سر لگا

شرف سلطانپوری

# غزل

---

## رنگ و بو

خراب مجھ کو ترمی ذوق جستجو نے کیا  
 مرے سکون کی دنیا تباہ تو نے کیا  
 تلاش حسن کا مسکن جو آرزو نے کیا  
 مقدم قدم پہ عداوت مرے عدو نے کیا  
 مجھے جو توبہ پہ آمادہ شیخ تو نے کیا  
 سلامِ جام نے سجدہ مجھے سبو نے کیا  
 اسیر ہو کے رہا میں پرندہ آزاد  
 قفسِ نصیب مجھے حسن رنگ و بو نے کیا  
 کیا ہے خار نے دامان گل کینجیہ گری  
 جنوں میں چاک گریباں ترے رفونے کیا  
 مجھے تمیز نہ تھی دوست اور دشمن کی  
 شرف مجھے تو رفیق آشنا عدو نے کیا

# غزل

## ناز میں بھے

وہ مرا سوز جگر ہے جو نہاں ز میں ہے  
در د دل ہے وہ مرا جو تری آواز میں ہے

کوئی گھانل نظر آتا ہے کوئی متوا لا  
تیر ہے یا کوئی جادو بگھہ ناز میں ہے

تھک کے مجبور جہاں ہو گئے جبریل کے پر  
وہ گذر گاہ مری سرحد پرواز میں ہے

کچھ تو کہنا ہے انھیں اسلئے خاموش ہیں وہ  
ہے کوئی بات جو پوشیدہ ابھی راز میں ہے

ہم میں وہ چشم بصیرت ہی نہیں ورنہ شرف  
آج بھی بات وہی جلوہ گہہ ناز میں ہے

# غزل

## ذلف لہرائیے

چاند مدد حشم سا ہے رات بھی ہوئی زندگی گارہی ہے غزل آئیے  
یے پر کیف ورنگیں ما حول میں آپ بھی آئیے مسکرا جائیے

میری برد بادیوں پہ توجہ نہ دیں یہ نہیں چاہتا کچھ سکوں بخش دیں  
ہوش اڑ جائیں یا کوئی دیوانہ ہو آپ کو فکر کیوں ذلف لہرائیے

مسکی مسکی فضا اور تنہایاں لے رہی ہیں تمنا میں انگڑا یاں  
چاندنی رات دامن یمارے ہوئے آج پھر آئی ہے پھول بر سائیے

لالہ و گل کی حسرت میں کانٹے چنے خواہش عیش و راحت تھی آنسو ملے  
کیا گذرتی ہے دلیر مرے ان دونوں کس سے کہتے جہاں میں کدھر جائیے

اس قدر بے نیازی بھی اچھی نہیں ہو چکا ہے بہت امتحان و فا  
آج چرے سے پر دہ ہٹا دیجئے تشنگی ہے بہت جام چھاکا یئے

نا صح دیں کو ضد ہے کہ ہر بادہ کش رحمت حق کی نظر وہ میں مجرم ہوا  
کون پوچھئے کہ یہ کالی کالی گھٹاکس کی ایماپہ چھائی ہے سمجھائیے

حسن اور عشق کی ہائے مجبوریاں پاس رہ کر شرف ہیں وہی دو ریاں  
دل کا عالم وہی میں وہی غم وہی پھر بھی اور وہ کی خاطر جئے جائیے



## شعر و جنوں

جنوں نواز چمن اجتناب بن میں رہے  
شعر چشم حسینوں کی انجمن میں رہے

جنوں جنوں ہے بیاباں ہے اس کا اصل مقام  
یہ حق شعور کو حاصل ہے جس چمن میں رہے

جسے جنوں ہو کا غذ چلنے والے گلیوں کا  
جسے شعور ادب ہو والے اہل فن میں رہے

اس ایک بات پر اہل خرد کو حیرت ہے  
جنوں نواز بھلا کیسے اہل فن میں رہے

مہک تو عطر میں ہوتی ہے اور پھولوں میں  
جنوں میں کون سی بو ہے جو پیر ہن میں رہے

جنوں کی خاص ادا ہے جہاں میں عریانی  
جنوں کو ہوش یہ کب ہے کہ پیر ہن میں رہے

وہ نا شناس سخنور ہے با شعور نہیں  
جو اجنبی کی طرح اپنے ہی وطن میں رہے

جنوں حیات میں رکھر بھی بے نیاز لباس  
شعور موت بھی پا جائے تو کفن میں رہے



# غزل بیگانے سے

یہ مرا حال ہوا تیرے چلے جانے سے  
 اب تو اپنے بھی نظر آتے ہیں بیگانے سے  
 منزل عقل و خرد سے جو نہیں بجرا ور  
 ایسے دیوانے کو کیا فائدہ سمجھانے سے  
 چاہئے والے کو اپنے یہ جلا دیتی ہے  
 ہے عداوت ازلى شمع کو پر واٹے سے  
 میں نے دیکھا جو بتول میں بھی خدا کا جلوہ  
 راہ کعبے کی ملی مجھکو صنم خانے سے  
 لعل یا قوت شفقت پھول حنا انگارے  
 سب کو حاصل ہوئی سرخی مرے افسانے سے  
 انھیں قطروں سے بننے پھول ستارے شبِ نم  
 مے جو چھلکی تھی ازل میں مرے پیانے سے  
 ٹوٹی مے سے شرف توبہ تو اک بات بھی تھی  
 توبہ ٹوٹی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیانے سے

# نظم پیار کی بات

کل جو کہتے تھے حکومت کے طرفدار ہیں ہم  
 کل جو کہتے تھے کہ اس ملک کے سردار ہیں ہم  
 اپنی سرحد کیلئے آہنی دیوار ہیں ہم  
 دشمنوں کے کیلئے اک بر قسی تلوار ہیں ہم  
 جن کو دعوا تھا کبھی ملک وفاداری کا  
 ہیں اٹھائے پڑا وہی غداری کا  
 ہند ہوتا نہ اگر ملتی کھال تم ٹھاؤں  
 مل نہیں سکتی تھی تتنی کی بھی تم کو چھاؤں  
 تم سے آباد کیا شر بسا یا گاؤں  
 حیف در حیف مری ملی مجھی سے میا وں  
 پاک سے بھاگ کے پنجاب میں ڈیرے ڈالے  
 میرے بھنڈار میں کھا کر ہوئے بھنڈاروں والے  
 دلیش غداری میں پرواہ نہ کی سرد ہڑ کی  
 کر دیا ٹکڑے ملا جو تمہیں لڑکا لڑ کی

تو پہن و ق کی گردوارو نے محلی کڑ کی  
 سون مندر سے بھی بارود کی جو الا بھڑ کی  
 آہوں آہوں کی جگہ چھیڑ دیا دیپک راگ  
 پانچ دریاؤں کے پنجاب میں ہے آگ، ہی آگ  
 اب نہ پندوق نہ تلوار کی باتیں سوچو  
 آدمی ہو تو ذرا پیار کی باتیں سوچو  
 اعلیٰ معیار کی سُگردار کی باتیں سوچو  
 دار کی اور نہ سردار کی باتیں سوچو  
 رام بند رکو ہنو مان بنا دیتے ہیں  
 جنگلی ریپچھ کو انسان بنا دیتے ہیں  
 ناگ جو ہوتے ہیں چپکے سے ڈسکرتے ہیں  
 کیا وفاداری کے بد لے میں دغا کرتے ہیں  
 سجدہ گا ہوں میں تو سب لوگ دعا کرتے ہیں  
 اسلخ خانے حکومت کے ہوا کرتے ہیں

سنت با رو د نہیں عود کو سلاگاتا ہے  
 من دروں کو کہیں ناپاک کیا جاتا ہے  
 ملک کے واسطے جو سر کو کشا دیتے ہیں  
 ظلم سہر بھی جو ظالم کو دعا دیتے ہیں  
 جان دیکر کے بھی جو درس وفا دیتے ہیں  
 اپنے بھارت کے مسلمان یہ صلح دیتے ہیں

بھائی کہتے ہوا انھیں تم تو وہی تم بھی کرو  
 اور دشمن ہو اگر تو انھیں بھائی نہ کہو

ہم میں ہا ہندو کا ہے اور مسلمان کی م  
 ہم اگر ہیں تو نہ اب ملک کی ہو گی تقسیم

اب نہ پنجاب نہ کشمیر میں ہو گی ترمیم  
 اے شرف ہے یہی بچتی کی بہتر تعلیم

ہم کہاں ہم سے جو ہم جدا ہو جائیں  
 ہم منائیں انھیں جو ہم سے خفا ہو جائیں

# غزل لالہ زار میں

محفوظ رکھ سکو نگاہ دل کو بہار میں  
کیا اپسے جبر ہو جو نہیں اختیار میں

پھولوں میں نکھتوں میں چمن میں بہار میں  
جب تو نہیں کچھ بھی نہیں لالہ زار میں

عاجز ہوں اپنی ہستی ناپا مدار سے  
مر مر کے جی رہا ہوں غم ہجر یار میں

قسمت تو دیکھئے کہ غریب الوطن ہوں آج  
غربت نصیب ہوں میں خود اپنے دیار میں

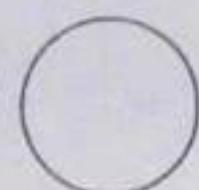
تسکین بخش کیا خلش اضطراب ہو  
کا نئے چبھے ہوئے ہیں دل بیقرار میں

اے صح تیرے مہر درخشاں کی خیر ہو  
شمیح سحر تو بجھ ہی گئی انتظار میں

ٹھکرائے جا رہے ہیں مسیح اسرائیل  
جینے کے بعد بھی میں پڑا ہوں مزار میں

آجا مرے رفیق بہت دیر ہو چکی  
بیٹھے ہوئے ہیں کب سے ترے انتظار میں

جس سے سکون دل نہ میسر ہواۓ شرف  
وہ اعتبار بھی ہے کوئی اعتبار میں



## گیت

### یادِ ماضی

وہ حسین رات وہ پر کیف نظاروں کا سماں

چاندنی رات میں نکھرے ہوئے تاروں کا سماں

گنگا جمنا کا وہ سنگم وہ کناروں کا سماں

میرے محبوب وہ شب یاد ہے یا بھول گئے

شب کی خاموش فضاؤں میں وہ جگنو کی چمک  
 وہ مہکتے ہوئے گلزار وہ سیزوں کی لہک  
 یاد ہے مجھ کو محلتی ہوئی ذلفوں کی مہک  
 ہم نشیں اب بھی وہ شب یاد ہے یا بھول گئے  
 تم سے ملنے کی وہ پر کیف سہانی را تیں  
 تم سے چھپ چھپ کے ملاقات کی اکثر گھاتیں  
 تم سے جس رات محبت کی ہوئی تھیں با تیں  
 سچ بتا تجھ کو وہ شب یاد ہے یا بھول گئے  
 جب تمہیں شرم کسی بات پر آ جاتی تھی  
 چاند ہو تا تھا خجل چاندنی شرما تی تھی  
 دوسرے سے ایک پسیے کی صدا آتی تھی  
 میرے محبوب وہ شب یاد ہے یا بھول گئے  
 میں نے مانا کہ مجھے تم نے بھلا رکھا ہے  
 میں نے مانا کہ مرے پیار میں کیا رکھا ہے  
 اک حسیں یاد کو سینے سے لگا رکھا ہے  
 میرے محبوب وہ شب یاد ہے یا بھول گئے

# غزل

لباس میں ہے

یہ مانا میں نے کہ ہر پھول اک لباس میں ہے  
مگر گلب کی خوشبو کماں کپاس میں ہے

اہی تجھکو غفور الر جنم کہتے ہیں  
گناہگار بھی رحم و کرم کی آس میں ہے

جلاء کے مشعل جاں روح ہو گئی مجروح  
مگر وہ بات کماں جو کبیر داس میں ہے

تمام عمر رہا ہے جو بے نیاز لباس  
چلا ہے خاک میں ملنے تو اب لباس میں ہے

غزل سنائے کوئی قدر داں ملے تو کمیں  
ابھی غریب شرف شرنناشنا س میں ہے

# غزل

## موسم گل

کیا ہے غنچوں نے شاید سنگار موسم گل  
روش روشن پہ ہے رقصائی بہار موسم گل

غبار کو چھ جاناں اڑا کے لانا تھا  
تجھے نہ آنا تھا تنہا بہار موسم گل

یہ عند لیب چمن کے لمو کا صدقہ ہے  
ہے جس سے آج بھی قائم وقار موسم گل

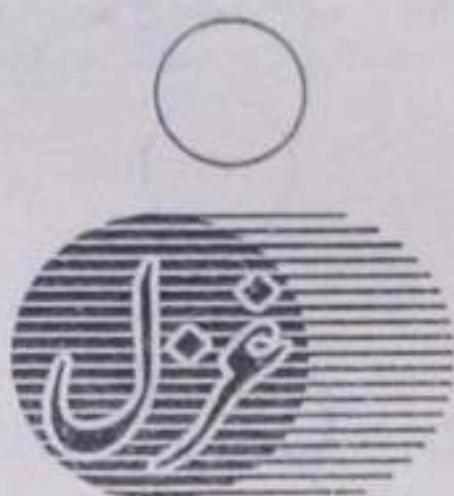
کلی کو حسن دیا گل کو رنگ و بو کا لباس  
یہی رہا ہے ہمیشہ شعار موسم گل

شگفتہ غنچہ و گل ہیں نہ شاد ماں کلیاں  
شرف میں کیسے کہوں ہے بہار موسم گل

# گیت

ما یا جس کا دین دھرم ہے ما یا ہی بھگوان  
 اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے آج کا ہندوستان۔ میں کیسے گیت لکھوں  
 ہندو مسلم سکھ عیسائی مانو سب انسان  
 کوئی سادھو ہے کوئی نزدِ ہن کوئی ہے دھنوان  
 بھائی بھائی کا ہے نعرہ ہا تھ میں تیر کمان۔ میں کیسے گیت لکھوں  
 مہنگا پیار ہے یا روستا انسانوں کا خون  
 دو شی کو نردوش کمیں یہ بھارت کا قانون  
 دلیش ویرودھی نیایا لے کا کرتے ہیں اپمان۔ میں کیسے گیت لکھوں  
 ڈالی ڈالی پہ گلشن میں ہے کوول کا راج  
 ما یا جا ل پچھا کر بیٹھے سنگھا سن پر آج  
 دلیش درو ہی راج کریں تو کیسے ہو گلیان۔ میں کیسے گیت لکھوں  
 امریکی جاسوسی غنڈے آئے بد لکر بھیں  
 ما یا لو بھی کھد ر دھاری پچ رہے ہیں دلیش  
 پچ رہے ہیں ملا پنڈت گیتا اور قرآن۔ میں کیسے گیت لکھوں

جانے کب تک چل پائیگی یہ کاغذ کی ناؤ  
 جانے لفظ وارالٹ کر کب ہو جائے راؤ  
 جانے شرف کس اور بھا لیجائے یہ طوفان میں کیسے گیت لکھوں



### تصویریں

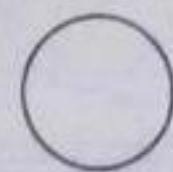
نظر آئی ہیں جب سے اس مہ خونی کی تنوریں  
 نگاہ آئینہ ششد رہے سکتے میں ہیں تصویریں

خدا چاہے نہ جب تو چاہنے سے میرے کیا حاصل  
 موافق جب نہ قسمت ہو تو ہیں بے سود تدبیریں

تمنا میں مرادیں حرمتیں کیا میری برآئیں  
 دعا میں بے اثر اپنی نہ آہوں میں ہیں تاثیریں

تصدق میں حضور پنجتین کے اے مرے مالک  
خطا میں بخش دے میری عفو کر میری تقسیریں

شرف و حشت زده یا کر مری ضبط محبت نے  
گلے میں طوق ڈالی پاؤں میں بھی ڈالی زنجیریں



## غزل

---

### پہچان گیا ہے

تو حسن حقیقت ہے یہ دل مان گیا ہے  
دیکھا بھی نہیں اور تجھے پہچان گیا ہے

کب خوش تیرے گھر سے کوئی مہمان گیا ہے  
خوش حال بھی آیا تو پریشان گیا ہے

میں حسن کا بندہ ہوں بتول کا ہوں پچاری  
اس دل کی بد ولت میرا ایمان گیا ہے

پہاں تھا جورا ز غم جاناں مرے دل میں

صورت ہی تری دیکھ کے پہچان گیا ہے

اب عاشق بیتاب کی آنکھوں میں سما جا

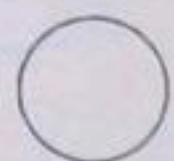
آواز ہی سن کر تختے پہچان گیا ہے

سائے کی طرح ساتھ رہا ہے مرے برسوں

جو بزم سے بھر ابھی انجان گیا ہے

نیکی نہ کمالی کوئی ناکام شرف نے

دنیا ہی سے وہ بے سرو سامان گیا ہے



## غزل

---

گلشن میں

یہ کس کے حسن کی رعنایاں ہیں گلشن میں

ہے جس کے زلف کی خوشبو گلوں کے دامن میں

ابھی تو برق بھی چمکی نہ تھی گھٹاؤں سے  
یہ کس نے آگ لگا دی مرے نشیمن میں

رخ حیات پہ بکھری ہوئی ہیں یوں زلفیں  
گھٹائیں جھوم کے آئی ہوں جیسے ساون میں

ہر ایک راہ سے گذر اتلاش میں جس کے  
وہ لیکے دل مرا بیٹھا ہوا ہے چلمن میں

یہ کیا سبب ہے کہ فصل بہار میں بھی شرف  
کوئی بھی پھول شگفتہ نہیں ہے گاشن میں



# گیت

## ایک سوال

را دن جیتا یا تم جیتے تم ہی بتاؤ رام  
 ہری جاری یوں سیتا میں یہاں پہ صبح و شام  
 میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام  
 بیٹے اپنی ما تاؤں کو کرتے ہیں نیلام  
 گنو کی رکھا کرنے والے پھر ہے ہیں جام  
 دل میں چور بغل میں چھوری منھ میں سیتا رام  
 میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام  
 دلیش کے لیڈر دھرم کے رکھجھک دیکھیں ننگا تاج  
 لوٹ کے عزت سیتاوں کی خود ہی کراں میں جانچ  
 بھیس میں رہبر کے رہن کا کرتے ہیں یہ کام  
 میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام  
 بھو کی جنتا باندھ لگنو ٹی دن بھر کرتی کام  
 سا ہو کار لیئرے اپنا بھرتے ہیں گو دام

انسانوں کے خون میں ڈوٹی یہاں کی صبح و شام

میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام

میرٹھ را نجی را وڑ کیلہ اور مرا دآبا ،

دھرم کا نعرہ دیکر کرتے دنگا اور فساد

راون زادے رام نام کو کرتے ہیں بد نام

میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام

ملکِ محمد ہوں یا رحمٰن یا ہوں سنت کبیر

ایک ہی منزل کے سب ان تن ہوں یا میر

نفرت کی دیوار یہ یسی کیوں ہے قتل عام

میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام

کل گیگ کی کرسی پر بیٹھے ہیں منصف مہاراج

سر عدالت گولی چلتے دیکھ رہے ہیں آج

صحیح فیصلہ شرف وہ دیں تو کیا ہو ہے انجام

میں تم سے پوچھ رہا ہوں رام

## پیارا ہندوستان

بتائیں اس گیک کی سنتان کہاں ہے میرا ہندوستان  
 وہ جس میں بنتے تھے انسان تھا جس میں دھرموں کا سماں  
 کہاں ہے میرا ہندوستان — کہاں  
 وہ ہندو مسلم کا بیو ہار وہ بھائی بھائی جیسا پیار  
 وہ ہو لی عیدِ ملن تیو ہار وہ کل کا پیارا را ہندوستان  
 کہاں ہے میرا ہندوستان — کہاں  
 وہ رشیوں منیوں کا ستحان وہ گوتم چشتی کا اہوان  
 وہ مندر مسجد کا سماں وہ اپنے پرکھوں کا بلیدان  
 کہاں ہے میرا ہندوستان — کہاں  
 وہ جسکی اوک کتھا اپدیش تھا جس کا پیار بھرا سندیش  
 تھا جس کا پیار سروپی بھیس جو دیتے مانو تا کا گیان  
 کہاں ہے میرا ہندوستان — کہاں  
 وہ ہندو مسلم ایک مزاج جہاں تھا مانو تا کا راج  
 تھا سر پہ بیکھتی کا تاج شرف وہ اپنا دلیش مہمان  
 کہاں ہے میرا ہندوستان — کہاں

# بھارت کا سپاہی

جشن آزادی منالوں تو تجھے پیار کروں

فتح کا دیپ جلا لوں تو تجھے پیار کروں

جنگ کے ساز پہ گالوں تو تجھے پیار کروں

عرصہ رزم پہ چھالوں تو تجھے پیار کروں

پہلے شمشیر اٹھالوں تو تجھے پیار کروں

فتح کا دیپ جلا لوں تو تجھے پیار کروں

حکمران میں ہوں دلوں پر ہے حکومت میری

ایں عالم پہ بھی ظاہر ہے حقیقت میری

عظمت ہند ہوں میں ہند ہے عظمت میری

عظمت ہند بچا لوں تو تجھے پیار کروں

آج پھر جادہ تاریخ پہ چلنا ہے ہمیں

مشعل امن و امان لیکے نکلنا ۔ ۔ ۔

دشمن ہند کو پیروں سے کچلنا ہے ہمیں  
خون اغیار بھالوں تو تجھے پیار کروں

اپنی سرحد میں چلے آئے ہیں چینی دشمن  
آج خطرے میں ہے امیدوں کا رنگیں گاشن

جنگ کی آگ میں جلتا ہے ہمالہ کا بدن  
جنگ کی آگ بھالوں تو تجھے پیار کروں

اپنے اسلاف کی عزت کی قسم کھاتا ہوں  
لکشمی بائی کی جرأت کی قسم کھاتا ہوں

بھیجم وار جن کی شجاعت کی قسم کھاتا ہوں  
چین کا نام مٹا لوں تو تجھے پیار کروں

اے مری جان طرب تیری ہر اک بات قبول  
لیکن اس درجہ جدائی سے نہ ہو میری ملوں

تیہی زلفوں میں سجائے کو جو لایا ہوں میں پھول  
ماں کے چرنوں میں چڑھالوں تو تجھے پیار کروں

# نظم وطن

تیرے گزار ہیں رشک باغ عدن  
 تیرے ذروں میں ضو بار لعل یمن  
 تیری دھرتی کا دامن چمن در چمن

زندہ باداے وطن زندہ باداے وطن

تیری آغوش میں ماں کی ممتاز ملے  
 ہر نفس ایک تازہ ارادہ ملے  
 تو نے دی ہے ہمیں زندگی کی لگن

زندہ باداے وطن زندہ باداے وطن

تیرے قدموں پہ سجدہ ہمالہ کرے  
 باعث فخر ہے تاج تیرے لئے  
 اور نازاں ہے تجھ پہ ترا با بگپن

زندہ باداے وطن زندہ باداے وطن

حسن کشمیر قدرت کا انعام ہے  
تیرے ہاتھوں سے چھلا کا ہوا جام ہے  
تیرا صدقہ ہے یہ موج گنگ و جمن

زندہ باداے وطن زندہ باداے وطن

غالب و میر کے دلکی دھڑکن ہے تو  
سور و تلسی کا گوارہ فن ہے تو  
تو ہے سر چشمہ علم و شعر و سخن

زندہ باداے وطن زندہ باداے وطن





لہو بولتا بھی ہے

خوش فن جو شعر کہنے کو لب کھولتا بھی ہے  
اشعار خوب تر ہوں تو فن بولتا بھی ہے

قاتل ہے کون یہ تو لہو خود بتا یگا  
رکھتا نہیں زبان مگر بولتا بھی ہے

مرغ چمن قفس میں بھی رہنے کے باوجود  
اپنی رہائی کیلئے پر تو لتا بھی ہے

میٹھے سروں میں شاعر فطرت کبھی کبھی  
شیریں زبان سے کانوں میں رس گھولتا بھی ہے

نفرت بھی دل میں رکھتا ہے اردو زبان سے  
اردو زبان ہی میں مگر بولتا بھی ہے

ہم اس پہ اعتبار کریں بھی تو کس طرح  
وہ جھوٹ کے سوا کبھی سچ بتا بھی ہے

چر چا ہمارے عشق کا ہوتا نہ یوں کبھی  
کوئی تو ہے جور از دروں کھوتا بھی ہے

کیجھے شرف پہ آپ یقین یا نہ کیجھے  
وہ سچ ہی بتا ہے وہ سچ بتا بھی ہے



# غزل

## پیضام

منجدار سے اٹھو کبھی طوفان کی طرح  
 کب تک جیو گے لاشہ بے جان کی طرح  
 دشواریوں کی واہ میں عزم صمیم سے  
 ہر موڑ پر ملوکی چٹان کی طرح  
 انسانیت کی بزم میں یہ کیا ہوا کہ تم  
 اب کیوں نہیں ہو مظہر فیضان کی طرح  
 تو ہین ہے یہ لفظ اعانت کی دوستو  
 امداد مت کرو کبھی احسان کی طرح  
 آگے بڑھو مقام بشر سے کہ آدمی  
 مند نشین عرش ہے انسان کی طرح  
 روح شرف نشانہ حرث و ہوانہ ہو  
 رکھو اسے سنبھال کے ایمان کی طرح

# غزل

قلم سر ابتك

نقش ہر دل پہ ہے ماضی کا وہ منظر ابتك

سب کے ذہنوں پہ مسلط ہے وہی ڈر ابتك

چج تو یہ ہے کہ وہی ملک کا غدار ہوا

ہم نے سمجھا تھا جسے ملک کا رہبر ابتك

ناخدائی کا عبث کرتے ہیں دعوہ وہ بھی

جن کو معلوم نہیں موج کا تیور ابتك

ناخدائی کا تو سرا ہے انھیں کے سر پر

جن کو چھو بھی نہ سکی موج سمندر ابتك

خامی نظم چمن جرم ہے یا رو کہنا

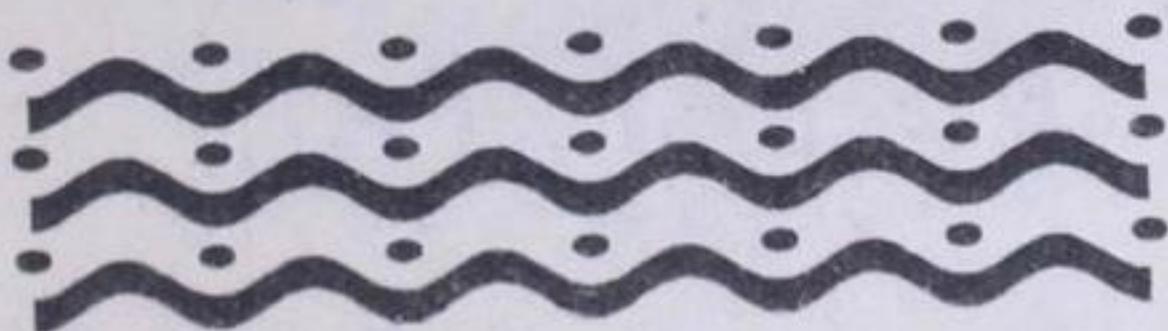
ہاں اسی جرم پہ ہوتے ہیں قلم سر ابتك

دو ستو دا من گزار کو دیکھو تو ذرا  
خون نا حق کی قسم خون سے ہے تر اب تک

اس کی فطرت ہے جلن بغض و حسد اور عناد  
فطر تاً ظلم و ستم کا ہے وہ خوگر اب تک

چ بتا حاکم امر و زترے راج میں کیا  
ہے کسی شر میں محفوظ کوئی گھر اب تک

آستین میں لئے خنجر ہے وہی شخص شرف  
ہم نے چاہا ہے جسے جان سے بڑھ کر اب تک



# غزل

سر اب تک

ہو مرے حال سے کیوں اتنے بے خبر اب تک  
ہو لی نگاہ تمہاری نہ کیوں اوھر اب تک

قریب اس نے دئے ہیں نہ پوچھئے کیا کیا  
رہا جو سائے کے ما نند ہمسفر اب تک

قلم کی کاٹ سے اپنی تو پوچھا اے مصنف  
اتارے عدل کی چوکھٹ پہ کتنے سر اب تک

جو ہم کو منزل جانال سے آشنا کر دے  
ملا نہ کو لی ہمیں ایسا را ہبر اب تک

زمانہ دے تو رہا ہے پیام خوشخبری  
نہ جانے کیوں ہوں شرف میں ہی بے ختر اب تک

# غزل

دولت دیں

گر بھی ہے تری فردوس بریں تو لیے  
تیری نظروں میں یہ دنیا ہے حسین تو لیے

غم امانت ہے مری اس کی حفاظت کیلئے  
میری خاطر بخوشی جان حزیں تو لیے

یاد جاناں کے طلبگار سمجھی ہیں اے دوست  
میں بھی طالب ہوں مگر تجھ سانہیں تو لے لے

مجھ کو دو گز ہی بہت ہیں مرے رہنے کیلئے  
تیری خواہش ہے اگر ساری زمیں تو لے لے

میرا کیا ہے میں تجھے دیکھ کے ہی جی لوں گا  
ساری رعنائی کو اے زہرہ جبیں تو لیے

اک ترا غم ہی تو سرمایا ہے اس دل کیلئے  
میں یہ ڈرتا ہوں اسے بھی نہ کیس تو لیے

میرا سرمایہ ایماں ہے شرف مجھ کو عزیز  
غیر ممکن ہے مری دولت دیں تو لیے

## خود گر نفس

بادہ عشق و محبت کا اسے جام نہ دو  
خود گر نفس کو تہذیب کا پیغام نہ دو

پی کے اک گھونٹ جو کم طرف بہک جاتا ہے  
ایسے مئے نوش کے ہاتھوں میں کبھی جام نہ دو

طرز مینا نہ بھی اب تم کو بد لنا ہو گا  
پی کے جو لوگ بہک جائیں انھیں جام نہ دو

میں نے بھی خون سے سنچا ہے یہ گلشن یارو  
میں بھی قربان وطن ہوں مجھے دشنا م نہ دو

میرا بھی حق ہے گلتاں پہ تمہا را، ہی نہیں  
مجھ کو مکوم نہ سمجھو مجھے احکام نہ دو

سر بکف حق کیلئے روز ازل سے ہوں میں  
ڈر کے نا حق سے رہوں یہ مجھے پیغام نہ دو

بیر حق جان بھی دینے سے نہیں ڈرتا ہوں  
تم بھی واقف ہو یہ مانا مجھے پیغام نہ دو

سر فروشی مرے اجداد کی فطرت ہے شرف  
بز دل کا مجھے اے بز دلو الزام نہ دو

## فرقة واریت

بعض تھا جن کو وہ ہو کر بد گمان جلتے رہے  
آتش نفترت میں ان کے جسم و جاں جلتے رہے

ملک میں ہر سمت فرقہ واریت کی آگ میں  
بڑھے پچ اور کتنے نوجوان جلتے رہے

ہم نے تودیکھا ہے تم نے بھی سنا ہو گا ضرور  
آشیاں کے ساتھ اہل آشیاں جلتے رہے

ہو گئی بد نام آخر مفت میں با د خزان  
آگ گل چیز نے لگائی گلتاں جلتے رہے

وہ سروں کے ڈھیر تھے یا پھول تھے کچلے ہوئے  
جن کی آہوں سے زمین و آسمان جلتے رہے

آگ دریا میں لگی تھی ناخدا دیکھا کیا  
وابئے حسرت کشتیوں کے بادوباب جلتے رہے

ان گذرگاہوں سے اکثر ہم بھی گذرے ہیں شرف  
خون میں ڈوبی تھیں راہیں اور مکاں جلتے رہے



## غزل

یہ دل ہندو کا بت خانہ ہے مسجد ہے مسلمان کی  
لڑائی کیوں ہے پھر کعبے میں آخر کفر و ایمان کی

بہار آئی ہے لیکن مسکرا سکتی نہیں کلیاں  
یہ کیوں بد لی ہوئی ہے آج کل حالت گلستان کی

برائی کیا کیا میں نے جو تم سے خیریت پوچھی  
ہر انساں پوچھتا ہے خیریت انساں سے انساں کی

محبت کے سمندر میں اگر طوفان آجائے  
تو ساحل ہی پہ کشتی ڈوب جائے جوش طوفان کی

خیال بر ہمن بھی احترام شیخ بھی اس میں  
یہ دل ہے ایک دنیا یہ سیاست کفر و ایماں کی

حقیقت کے مسافر کو نظر آنے لگی منزل  
ضیاء کعبہ میں پھیلی ہے چراغ زاہ عرفان کی

مشرف اردو کے اس دشمن کا بیر ڈا غرق ہو جائے  
زبان جو چا ہتا ہے کاٹنا اردو غزل خوان کی



# غزل نوک مزگاں

ہمارا اشک سبقت لے گیا لعل بد خشاں پر  
رکا تھانوک مزگاں پر گر اتو پائے جاناں پر

یہ یوندیں ہیں پسینے کی ترے رخسار تاباں پر  
کہ شبنم کے سبک قطرے ہیں دامان گلستان پر

پھڑوں کو ملا ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو جائے  
یہ بار غم خدا یا ایک مشت خاک انسان پر

شب بر سات میں یوں اسکی زلف مشک و یو بھری  
گھٹا میں جیسے گھر آئی ہیں صحن سبلستان پر

کہیں یہ دولت درد محبت بھی نہ لٹ جائے  
ترس کھانے لگے وہ بھی مرے حال پر یشاں پر

ہمیں تو اے شرف اہل سفینہ خود ہی لے ڈوبے  
نہ موجودوں سے کوئی شکوہ نہ کچھ الزام طوفاں پر

# غزل

بیگانہ و شی

ہر نشاط زندگی سے ہو کے بیگانہ پیس  
اوے رندو شراب غم کا پیانا نہ پیس

ہو شراب معرفت حاصل تو بزم ناز میں  
آنکھوں آنکھوں سے منے عرفان کا پیانا نہ پیس

توڑ دو جام و سبوسا غر کو بڑھ کر مے کشو  
تم یو نبی پیا سے رہو اور اہل میخانہ پیس

میری بیگانہ و شی منت کش ساقی نہیں  
ان لبوں کی سرخ مے ارباب میخانہ پیس

او لیاء اللہ سے نسبت ہے ہم کو اے شرف  
ہم قدح نوشوں کا مشرب ہے فقیرانہ پیس

# غزل

**پرواز بشر**

درد احساس کی حد سے جو گذر جائے ہے

درد خود موت کے احساس سے مر جائے ہے

ہائے کیا دور ہے کیا وقت ہے کیا دنیا ہے  
قتل وہ کرتے ہیں تمہت مرے سر جائے ہے

آرائیں ایس آگ لگائے ہے جدھر جائے ہے  
اور الزامِ ایس . ایم . آئی . کے سر جائے ہے

کوئی ہو تا نہیں ہمدرد زیوں حالی میں  
غیر تو غیر ہے اپنا بھی مسکرا جائے ہے

فُنم و ادراک کی منزل سے پرے دور شرف  
فرش سے تابہ سر عرش بشر جائے ہے

# غزل بدل گیا زمانہ

کبھی ذکر عیش و راحت کبھی درد کا فسانہ  
یہ عجیب زندگی ہے نہ قفس نہ آشیانہ

تری جستجو میں گذر امیں ہر ایک رگذر سے  
مگر اس جہان غم میں نہ ملا ترا ٹھکانہ

نہ وہ دلنواز صحیں نہ وہ غم گسار شا میں  
جو تری نگاہ بد لی تو بد ل گیا زمانہ

میں ہوں رہو و محبت مر اہر قدم ہے منزل  
مری مگر ہی بھی اکثر ہوئی رہبر زمانہ

کبھی بزم زندگی میں جو ہوئی ہے آنکھ پر نم  
مجھے یاد آگیا ہے وہیں تیرا مسکرانہ

وہی بزم میکدہ ہے وہی ساتی حسیں ہے  
مگر اب شرف کھاں ہے کہ جور ند تھایگانہ

# غزل

پیار بھی ہے

اس وعدہ شکن پہ مرتا ہوں اس دشمن جاں سے پیار بھی ہے  
خلوت میں کہیں جس سے ملنا مشکل ہی نہیں دشوار بھی ہے

یہ میرا وطن ہے میرا چمن میں اپنے چمن میں مست گمن  
اس میرے چمن کی شاخ گل دشمن کیلئے تکوار بھی ہے

ہے دل میں انہیں بھی پنساں اور منھ پہ سوریا بھی خندان  
محجوب خوشی میں ان کے اقرار بھی ہے انکار بھی ہے

چھٹ جائیں گے یہ غم کے بادل تاریکی شب دھل جائیں گی  
حالات زمانہ کے رخ سے ظاہروہ حسین آثار بھی ہے

اس بزم سخن پرور میں شرف کچھ دوست بھی ہیں کچھ دشمن بھی  
ہر دامن گل کے سائے میں چھپنے کیلئے اک خار بھی ہے

# غزل آزمائے ہوئے

ہول مدت توں سے جسے آنکھ پر چڑھائے ہوئے  
وہی ہے اپنی نظر سے مجھے گرائے ہوئے

جنونِ عشق نے میرے اسے کیا افشاء  
وہ راز اپنے جو دل میں تھے ہم چھپائے ہوئے

کوئی کسی کا نہیں دوست خود غرض سب ہیں  
ہم ہر طرح ہیں زمانے کو آزمائے ہوئے

ہوائے یاس نے گل کر دیا اسے افسوس  
جو دل میں شمع تمنا تھے ہم جلائے ہوئے

کہا ہے جب سے یہ میں نے کہ تم پہ مرتا ہوں  
ہیں مجھ کو تجھ تھ مشق ستم بنائے ہوئے

شرف ہے یہ بھی ترا اک نیاز مند قدیم  
سر نیاز ترے در پہ ہے جھکائے ہوئے

# غزل

زندگی کے واسطے ہے

بجوم غم خوشی کے واسطے ہے

اند یہ را روشنی کے واسطے ہے

وہی ہو گا یہاں جو آپ چا ہیں

یہ محفل آپ ہی کے واسطے ہے

فرشتہ تو نہیں ہیں آپ ناصح

خطا ہر آدمی کے واسطے ہے

عداوت مجھ سے شیخ محترم کی

کسی سے دوستی کے واسطے ہے

اجل آتیجھ کو سینے سے لگا لوں

کہ تو بھی زندگی کے واسطے ہے

شرف تنا تمہیں غمگین نہیں ہو

یہ نعمت تو بھی کے واسطے ہے

# غزل

شبِ نیم نہیں ہے

مے وینا کا مجھ کو غم نہیں ہے

تری آنکھوں کی مستی کم نہیں ہے

غم ہستی کی پتی رہندر میں

تری زلفوں کا سایہ کم نہیں ہے

وہی میں ہوں وہی دل کی تمنا

تری نظروں کا وہ عالم نہیں ہے

نہیں میں طالب لطف و نوازش

مگر کیوں بے رخی پیغم نہیں ہے

گلوں کی چاک دامانی بھی شاید

علانج گر یہ شبِ نیم نہیں ہے

شرف اس بزم میں میں اجنبی ہوں

یہاں کوئی مر ا محروم نہیں ہے

# غزل

مرے حسن عقیدت سے تما می خلق جیراں ہے  
کہ بتخانے میں رہر بھی سلامت میرا ایماں ہے

کبھی یہ اس سے بر ہم تو کبھی یہ اس سے نالاں ہے  
طبعیت میری حسن و عشق کے جھگڑوں سے جیراں ہے

تو وہ حسن مجسم ہے کہ صورت دیکھر تیری  
ہے تصویروں کو سکتہ اور آئینہ بھی جیراں ہے

نہ ساتی ہے نہ صبا ہے نہ ساغر ہے نہ پیانا نہ  
کبھی آباد تھا جو میکدہ وہ آج دیراں ہے

پڑی ہے کشکش میں جان آس دیاس کے ہاتھوں  
نہ مرننا ہی گوارا ہے نہ جینے کاہی ارمائیں ہے

شرف یہ کیا ہوا کیا ہو گئی زیبائش گلشن  
ہجوم غنچہ و گل ہیں نہ بلبل ہی غزالخواں ہے

# غزل تکمیل خودی

بے مثل تجلی زاروں میں وہ جلوہ حور شما کل ہے  
آنکھیں ہیں تری صورت پہ فدادل حسن ادا کا قائل ہے

ما یوس نہ ہو معموم نہ ہونا کامنہ لوٹے درستے ترے  
یہ میری نگاہ حسن طلب سرکار میں تیری سائل ہے

اب چارہ کار کرے کوئی کیا خاک غم تھائی کا  
شمشیر نگاہ تغا فل سے احساس محبت گھائی ہے

فرقت کی شب تھائی میں کیا خاک سکون دل ہو مجھے  
ما یوس تھنا کیں ہیں ہری امید و فا بھی ذا کل ہے

پا بند غم الفت ہو کر کھو بیٹھیں نہ اپنی آزادی  
محکوم تھنا ہو جانا تکمیل خودی میں حاکل ہے

دعواۓ محبت میرے شرف تسلیم ہے دل آزاروں کو  
جدبات و فاداری کا مرے احساس ستم بھی قائل ہے

# غزل رنگ کلام اپنا

اے کچھ کام ہمت سے بھی اے تشنہ کام اپنا

نہ رہ محتاج ساقی خود اٹھا لے بڑھ کے جام اپنا

مئے مغرب پلا کر چھین لی تھی ہوش آزادی

بنار کھا تھا میخواورں کو ساقی نے غلام اپنا

رفیق شام تھا نی کوئی نہیں کوئی زمانے میں

نہ دل اپنا نہ جاں اپنی نہ وہ ماہِ تمام اپنا

نہ میں نے بیو فائی کی نہ میں ہوں بیو فاؤں میں

نکا لو بھی دل نا زک سے جوش انتقام اپنا

مری طرز سخن سنجی قیامت ڈھانے والی ہے

پلٹ دیگا زمانے کو بھی رنگ کلام اپنا

شرف مایوسیوں نے کر رکھا ہے مضھل مجھ کو

طبعت میں خوشی کوئی نہ دل ہے شاد کام اپنا

# غزل

یہ رات یو نہی بسر ہو گئی تو کیا ہو گا

ترڑپ ترڑپ کے سحر ہو گئی تو کیا ہو گا

فراق یار کی چینیاں مجھے منظور

جو آنکھ اشک سے تر ہو گئی تو کیا ہو گا

سنا ہے پھول برستا ہے ان کے ہننے سے

کہیں خزاں کو خبر ہو گئی تو کیا ہو گا

یہ ان سے ملنے کی ہے زندگی کی پہلی رات

جو اس کی جلد سحر ہو گئی تو کیا ہو گا

شرف وہ آئے مرے گھر مرے مقدار سے

مرے عدو کو خبر ہو گئی تو کیا ہو گا



تیرہ بھتی سے شب مختصر ہو گئی  
وہ جب آئے تو ظالم سحر ہو گئی

رات بے چینیوں میں بسر ہو گئی  
کرو ٹیس لیتے لیتے سحر ہو گئی

ہجر کی رات کاٹے تو کلثتی نہ تھی  
وصل کی رات کیوں مختصر ہو گئی

آج کل مجھ سے وہ بات کرتے نہیں  
بات کچھ بات ہی بات پر ہو گئی

دیکھتی ہیں انھیں بار بار اے شرف  
کتنی گتا خ میری نظر ہو گئی

# غزل

اعتراف عجز

حضور یا ریس نے ہمت شرح و بیان رکھ دی  
جبیں اعتراف عجز پیش آستان رکھ دی

سفیں وہ تا مرے ہی منھ سے حال رنج و غم میرا  
دہن میں نامہ بر کے کاٹ کر اپنی زبان رکھ دی

گل و بلبل میں افشا ہو گیا راز غم الفت  
چمن میں میں نے کیوں دھرا کے اپنی داستان رکھ دی

اگر حق بات کہنا جرم تھا کیوں خیریت پوچھی  
انھیں شکوئے سے نفرت تھی تو کیوں منھ میں زبان رکھ دی

خدا شاہد مجھے اس وقت کعبے کا خیال آیا  
کہ جب میں نے شرف اپنی جبیں پیش بتاں رکھ دی

# غزل

ویرانے کو

بیکار ہے اس کو سمجھانا رہنے دو اسے سمجھانے کو  
وہ ہوش کی باتیں کیا سمجھے جب ہوش نہیں دیوانے کو

جب تک کی بقید ہوش رہا عریاں ہی رکھا دیوانے کو  
جب جامہ ہستی چاک ہوا آئے وہ کفن پہنانے کو

میں عقل و خرد سے بیگانہ پابند جو اس و ہوش نہیں  
نا صح کا یہ پا گل پن دیکھو بیٹھے ہیں مجھے سمجھانے کو

یہ شیخ کی بھولی باتیں بھی نچپن سے تعلق رکھتی ہیں  
توبہ کا خیال اچھا ہے مگر کہتے ہیں برا میخانے کو

کل موسم گل تو آج خزان ہے اس کے سوا کیا گاشن میں  
پابند جنونِ عشق شرف آباد کریں ویرانے کو

# غزل

داستان سے

ترا وصف حسن کیوں کر میں بیاں کروں زبائ سے  
 تری عظمتیں ہیں بالا مرے وہم سے گماں سے  
 ترا وصف کیا بیاں کہ زبائ ہے بے بصیرت  
 جو مری نظر نے دیکھا وہ نہ کہہ سکا زبائ سے  
 یہ وہ راز دل ہے جس کونہ سمجھ سکا میں خود بھی  
 مرے انتہائے غم کی ہوئی ابتدا کھاں سے  
 کبھی رہنگیا ہوں پیچھے تو یہی زمیں تھی سب کچھ  
 کبھی بڑھ گیا ہوں آگے مہہ و نجم و کہکشاں سے  
 جو زبائ سے سن رہے ہو یہ ہے قصہِ جدا تی  
 جو کہیئے اشکِ رنگ میں وہ الگ ہے داستان سے  
 شرفِ اشکِ چشم میرے مری آبرونہ کھو دیں  
 کہ انھیں ہے خاص نسبت مرے غم کی داستان سے

# غزل

دیوانہ مجھے

شب تارالم کے رازدار و تم نہ سو جانا  
 زمانہ سو گیا لیکن ستارو تم نہ سو جانا  
 رفیق و مولس و احباب سو جائیں تو سو جائیں  
 مریض عشق کے یتیار دار و تم نہ سو جانا  
 وہ آئیں گے چراغ حسن کی تابانیاں لے کر  
 اندر ہیرا ہے مگر اے جاں شارو تم نہ سو جانا  
 کبھی تو وہ ستم گر مائل لطف و کرم ہو گا  
 نگاہ ناز کے امیدوار و تم نہ سو جانا  
 زراٹھرو فضاؤں سے منے گل رنگ بر سے گی  
 کہیں تشنہ بلب اے بادہ خوار و تم نہ سو جانا  
 تمہارے حسن کے جلووں سے روشن ہیں مہہ و انجم  
 شرف سو جائے لیکن اے نظارو تم نہ سو جانا

# غزل

عالم تہائی

یہ سوچتا ہوں جو ہوتا ہوں میں کبھی تنا  
 گذرنے جائے کمیں یو نہی زندگی تنا  
 مثال شمع تیرے انتظار میں میں نے  
 پکھل پکھل کے شب غم گذاری تنا  
 وہ چلتے پھرتے سر رہ گذر ملے بھی تو یوں  
 اک اجنبی کو ملے جیسے اجنبی تنا  
 بھری ہے بزم مگر جیسے میں اکیلا ہوں  
 غزل سرا ہوں مگر ہے ردیف ہی تنا  
 پیونج کے چاند یہ نازاں ہو تم مگر یار و  
 گیا ہے عرش پہ اک پل میں آدمی تنا  
 متاع درد و الم بھی بہت ضروری ہے  
 میں کیا کروں گا شرف لیکے زندگی تنا

# غزل

جام نہیں

مجھ پہ کرم ساقی خود کام نہیں ہے  
اک میرے ہی ہاتھوں میں کوئی جام نہیں ہے

کیوں قتنہ محشر ہے بپا تیری گلی میں  
جلوہ ترا خور شید لب با م نہیں ہے

راحت ہی حقیقت میں ہے تکلیف و مصیبت  
آرام میں ہے وہ جسے آرام نہیں ہے

جس میں نہ کوئی غم ہونہ دکھ ہونہ بلا ہو  
تقدیر میں وہ صح نہیں وہ شام نہیں ہے

رواد غم عشق شرف کیا کوئی سمجھے  
میرے ہی فانے میں مرانام نہیں ہے

# غزل

بیگانہ

نہ ساقی ہے نہ صبا ہے نہ سا غر ہے نہ پیکانہ  
فقط کہنے ہی کنے کو ہے اب آباد میخانہ

شرما بار غواں پیکر یہی کہتا ہے متانہ  
رہے تا ہھڑاے سا تھی ترا آباد میخانہ

بوقت تنگ دستی اپنا ہو جاتا ہے بیگانہ  
صراحی دیکھر خالی جدا ہوتا ہے پیکانہ

دعا میخوار کرتے ہیں حرم کی خیر ہو یا رب  
جناب شیخ صاحب بن گئے ہیں میر میخانہ

شرف پر بھی کرم کی اک نظر اے ساقی مھفل  
مرے صبر و تحمل کا چھلک جائے نہ پیکانہ

# غزل

مشکل میں ہے

تیرا جلوہ دیکھنے کی آرزو میں دل میں ہیں  
صاحب طور المدد موسیٰ بڑی مشکل میں ہیں

ہو چکی ہیں سمل ان کے دید کی دشواریاں  
مشکل میں آسان ہیں آسانیاں مشکل میں ہیں

کر سکا جس کا نہ اب تک ذوق نظر اشنا ر  
جانے کتنی حرمتیں آباد میرے دل میں ہیں

یوں تو میخانے میں ساتھی پینے والے کم نہیں  
اس طرف بھی اک نظر ہم بھی تری محفل میں ہیں

ایک ہی گلشن میں ہیں پھول اور کانٹے ساتھ ساتھ  
اے شرف کچھ غم تو کچھ خوشیاں بھی میرے دل میں ہیں

# غزل

جلوہ گھہ ناز

دل اپنا سلامت رہے دم ساز یہی ہے  
 مو نس یہی ہدم یہی ہم راز یہی ہے  
 کوئی بھی ترے عشق میں زندہ نہ رہیگا  
 بیدا دوستم کا اگر انداز یہی ہے  
 آپس میں پچھڑنے کا گلا کوئی کرے کیوں  
 خونے فلک تفرقہ پر دا ز یہی ہے  
 سنئے مرے دل سے طرب و عیش کے نغمے  
 ہر لطف فقط راز خدا ساز یہی ہے  
 دشو ار ہوا مصلحت حق کا سمجھنا  
 جو فہم میں آتا نہیں وہ راز یہی ہے  
 جائینے شرف آپ کے گھر سے نہ نکل کر  
 وہ جانتے ہیں جلوہ گھہ ناز یہی ہے

# غزل

اثر میں ہے

بر باد پھنس کے گردش شام و سحر میں ہے  
 مد ت سے اک غریب مسافر سفر میں ہے  
 دونوں سے بے نیاز خوشی ہو کی رنج و غم  
 وہ بخودی عشق جو سودائے سر میں ہے  
 کیوں میں سکون نصیب نہیں ہوں شب فراق  
 کا نٹا سا کیا چبھا مرے قلب و جگر میں ہے  
 اڑتے ہی پھرتے تھے چمن روزگار میں  
 باقی کہاں وہ طاقت پرواز پر میں ہے  
 کیا خاک نیک و بد کا مجھے انتیا ز ہو  
 وحشت بھی میرے دل میں ہے بسودا بھی سر میں ہے  
 پہلے جود ر د تھا مری نظموں میں اے شرف  
 وہ بات اب کہاں لب معجز اثر میں ہے

# غزل

اجنبی سے

ہمیں عزیز ہیں ایسے وہ زندگی جیسے  
مگر ہم ان کی نظر میں اجنبی جیسے

ادب کا نام جو بد نام کرتے آئے ہیں  
مرا خیال ہے ہونگے وہ آپ ہی جیسے

ابھی ابھی وہ اسی رہگذر سے یوں گذرے  
گذر گئی ہو دبے پاؤں زندگی جیسے

براۓ سیر شب ماہ نکلے ہیں شاید  
ضیا میں چاند کے پاتے ہیں کچھ کمی جیسے

کچھ اس طرح سے شرف دل میں انگلی یاد آئی  
سیاہ خانے میں اک شمع جل انھی جیسے

# غزل

انتظار ہے

مضطرب ہے جان درد سے دل بیقرار ہے  
 بے کیف میری زندگی مستعار ہے  
 کنج قفس میں ہوں میں اسیر بلا نصیب  
 کیا مجھ کو اب چمن میں جو فصل بہار ہے  
 جینا و بال جان ہے اب تیرے ہجر میں  
 ہر وقت موت ہی کا مجھے انتظار ہے  
 حاصل ہوئی نہ غنچہ دل کو شگفتگی  
 فصل بہار بھی مجھے ناسازگار ہے  
 کیا اب نہ ختم ہو گی مصیبت فراق کی  
 کیا روز حشر میری شب انتظار ہے  
 کس کو سنا میں حال دل زار اے شرف  
 سنتے ہیں گوشِ گل نہ مخاطب ہزار ہے

# غزل

زبان سمجھے

سمجھتے کچھ نہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ ہاں سمجھے  
وہ دل یار ب عطا کر ان کو جو میری زبان سمجھے

چمن میں روئی کیوں شب نم عنادل اس کو کیا جانے  
جلی کیوں سمع محفل میں یہ پروا نے کہاں سمجھے

جھگڑتے ہی رہے تا عمر شیخ و بر ہم ن لیکن  
نہ راز بند گی سمجھے نہ راز آستاں سمجھے

جمال ٹھوکر لگی سجدے کئے راہ محبت میں  
جنون شوق میں ہم تیرا سنگ آستاں سمجھے

نظر آئے وہ جب میں مسکرا کر پی گیا آنسو  
پریشان حال کو بھی اے شرف وہ شاد ماں سمجھے



خیال پست ہے برق شر ر فشاں کیلئے  
زمیں پہ گرتی ہے کمخت آشیاں کیلئے

جہان عیش و مسرت ہے نا تو اں کیلئے  
متاع درد و الم ہے دل جواں کیلئے

عزیز ہم کو رہا عمر بھر غم جا ناں  
ہوئے نہ ہم کبھی طالب سکون جاں کیلئے

ترظپ رہے ہیں جبیں نیاز میں سجدے  
مرے حبیب ترے سنگ آستاں کیلئے

روش رو ش پہ عروس بہار ہے رقصائ  
یہ کون آیا ہے تفریج گلتاں کیلئے

# غزل

تاج محل

میں ترا شا بھماں تو مری ممتاز محل

آج تھے پیار کی انمول نشانی دے دوں

ہائے یہ نازیہ اندازیہ غمزہ یہ غور اس نے پیال کئے کتنے شہنشاہوں کے تاج  
نیم باز آنکھوں میں یہ کیف یہ مستی یہ سرور پیش کرتے ہیں اسے اہل نظر دل کا خراج  
یہ تبسم یہ متكلم یہ سلیقہ یہ شعور شوخ سنجیدہ حیادار حسیں سادہ مزاج

آتیرے واسطے تعمیر کروں تاج محل

آج تھے پیار کی انمول نشانی دے دوں

مو گرا، مو تیا، وابیل، چینیلی، سون و یا سمن و نترن و سرو سمن  
رات رانی، گل مچکن، گل نریں شہلا پھول اب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن  
میری سورج مکھی گل چاندنی جو ہی، بیلا ہر سنگھار و گل کچنا رو گل نار چمن

میری نرگس مری گل شبہ میری پھول کنوں

آج تھے پیار کی انمول نشانی دے دوں

شمع، خورشید، قمر، برق، شر ریارے ہے ترے، ہی رخ انوار کی ان سب میں چمک  
لعل، یاقوت، شفقت، پھول، حنا انگارے ہے ترے، ہی اب درخسار کی ان سب میں جھلک  
وہی اڑتے ہوئے چھینٹے ہیں یہ جگنو سارے تیرے ساغر سے ازال، ہی میں گئے تھے جو چھلک

بادہ حسن مرے جام شفق رنگ میں ڈھل  
آجھے پیار کی انمول نشانی دے دوں  
میں ترا قیس تو لیلا یے شبستان جمال میں ترا و امیق جاں سوز تو عذرائے زما  
خدو خال ورخ گیسو کی نیں کوئی مثال میں شہنشاہ جہا نگیر ہوں تو نور جہا  
میری شیریں سخنی میں ترا فرہاد خیال شاعر ہند ہوں میں اور تو مری اردو زبان

**لہٰ چھٹپتی** کی جاں اے مری محبوب غزل

**آجھے پیار کی انمول نشانی دے دوں**

تو ہے اقبال کی نظموں کا حسیں درس حیات میر، غالب، ظفر، وذوق کا انداز کلا  
جو ش کی نظم مسلسل فکری کے قطعات داغ کی سادہ زبان نوح کا طوفان خرا  
تیرے اوصاف کے پہلو ہیں جگر کے حالات تو مری جان ربائی ہے میں تیرا خیا

میں ترا حافظ شیراز تو صہبائے غزل

**آجھے پیار کی انمول نشانی دے دوں**

رخ پہ لہرائی ہوئی زلفوں میں ساون کی بھار جیسے گزار پہ گھنگھوڑ گھٹا چھائی ہو  
ان لجائی ہوئی آنکھوں میں جوانی کا خمار رات بھر جیسے نہ محجور کو نیند آئی ہو  
یہ ممکنی ہوئی سانسیں یہ گلابی رخسار جام میں سرخ پری جیسے اتر آئی ہو

میں کہ اک شاعر بر باد مرانا م اجمل

**آجھے پیار کی انمول نشانی دے دوں**



جس دن مرے گھر میں کوئی مہماں نہیں ہوتا  
گھر میرا شرف وادیٰ صحراء لگے ہے  
**شرف سلطان پوری**